چیچنیا: ایجنسیوں کا کردار

اسامہ عبدالحکیم

ترجمہ: محمد ظہیر الدین بھٹی

سرزمینِ روس پر ہونے والے ہر تخریبی سانحے کے بعد روسی حکام‘ سیاست دان‘ تجزیہ نگار اور مختلف ذرائع ابلاغ میں کام کرنے والے اہلکار ان تخریبی کارروائیوں کا ذمہ دار چیچنیا کو قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت حال اس کے برعکس ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں زیادہ تر خفیہ ایجنسیاں اپنی مخصوص سیاسی اغراض کی تکمیل کی خاطر اپنے ہی ملک کے شہریوں کی جان و مال سے کھیلتی ہیں اور اپنی ان کارروائیوں کو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے جواز کا بہانہ بناتی ہیں۔ چنانچہ امریکی خفیہ ایجنسی نے ویت نام کے سمندر میں امریکی جہاز غرق کر دیا تاکہ ویت نام کے خلاف لڑائی کو حق بجانب قرار دیا جاسکے۔ اسی طرح اسرائیلی خفیہ ایجنسی نے مراکش‘ مصر اور عراق وغیرہ میں دھماکے کر کے یہودیوں کو نشانہ بنایا تاکہ ایک طرف تو یہودیوں کے لیے اسرائیل کی طرف ہجرت آسان ہو جائے اور دوسری طرف ان مسلم ممالک کے تعلقات مغربی ممالک سے خراب ہوں۔

روسی خفیہ ایجنسی بھی اسی طریقۂ واردات کو اپناتی رہی ہے۔ اس نے پبلک مقامات پر دھماکے کیے اور ذرائع مواصلات کو نشانہ بنایا ہے۔ ان دھماکوں کا مقصد سیاسی قیادت کی مدد کر کے چیچنیا سے متعلق روسی رائے عامہ کو ہموار کرنا تھا۔

حکومتِ روس نے ۱۹۹۴ء میں جب دیکھا کہ چیچنیا کو از سرِ نو اپنے تسلط میں لانے کی تمام

کوششیں ناکام ہوچکی ہیں تو اس نے حکومتِ چیچنیا کے خلاف جارحیت کا فیصلہ کرلیا، مگر جارحیت سے اس وقت کے چیچنیا کے صدر جوہر داؤد کی مقبولیت میں اضافہ ہوا اور روس کی راے عامہ نے چیچنیا کے مسائل حل کرنے پر زور دیا۔ اسی طرح بین الاقوامی تائید بھی حکومتِ چیچنیا کو ملی، اگرچہ بین الاقوامی سطح پر نئی جمہوریہ کو تسلیم نہ کیا گیا۔ چنانچہ روس نے چیچنیا کے نظام کو اسلحے کے زور پر بدلنے کا تہیہ کرلیا۔ ۱۵ نومبر ۱۹۹۴ء کو چیچنیا کو فتح کرنے کے لیے دارالحکومت گروزنی پر حملہ کر دیا گیا۔ روسی افواج کی تمام تر جارحیت کے باوجود چیچن مزاحمت جاری رہی اور صدر جمہوریہ چیچنیا کی حکومت کا خاتمہ نہ کیا جاسکا۔ روسی حکومت کو ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ حملے میں شریک ۱۵ روسی فوجیوں کو قیدی بنالیا گیا۔ حکومت روس نے پہلے پہل تو اپنی لاتعلقی کا اظہار کیا مگر جب حکومتِ چیچنیا نے دھمکی دی کہ ان روسی قیدیوں کو کرائے کے فوجی قرار دے کر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا تو روس نے اپنے ان فوجیوں کی رہائی کے لیے مذاکرات شروع کر دیے۔

روسی خفیہ ایجنسیوں نے اب تخریبی کارروائیوں کا ایک سلسلہ شروع کیا تاکہ چیچنیا کو بدنام کیا جاسکے اور اس کے خلاف ایک بڑے فوجی اقدام کا جواز پیدا کیا جاسکے۔ چنانچہ ۱۸ نومبر ۱۹۹۴ء کو ماسکو کے قریب دریاے یازا سے گزرنے والی ریلوے لائن کے پل پر شدید دھماکا ہوا، جس سے پل کا ۲۰ میٹر کا حصہ تباہ ہوگیا۔ بہت بڑی تباہی ہوتی اگر ریل گاڑی کے پل پر سے گزرتے وقت یہ دھماکا ہوتا۔ اس دھماکے میں صرف ایک آدمی مارا گیا جو دھماکا خیز مواد نصب کر رہا تھا۔ اس کا جسم حادثے کی جگہ سے ۱۰۰ میٹر کے فاصلے پر پایا گیا۔ اس دھماکے کے فوراً بعد حکومت روس نے چیچنیا پر الزام عائد کر دیا۔ جلد ہی یہ معلوم ہوگیا کہ دھماکے میں مارا جانے والا شخص آندرے شیلنکوف ہے جو روس کی خفیہ ایجنسی سے وابستہ ہے اور وہ چیچنیا میں کام کرنے والی تیل کی کمپنی 'لانا کو' میں ملازمت کرتا تھا۔

اس دھماکے کے ناکام ہونے کے ایک ہفتے بعد روسی افواج نے ۲۶ نومبر ۱۹۹۴ء کو چیچن حکومت کے خلاف دوبارہ عسکری حملے کا ارادہ کیا۔ یہ دوسری کوشش بھی پہلی کوشش کی طرح ناکام رہی۔ اس لڑائی میں ۵۰۰ حملہ آور ہلاک ہوئے۔ ۲۰۰ فوجیوں کو قیدی بنا لیا گیا۔ بہت سے ہتھیاروں کو نقصان پہنچا۔ ۲۰ بالکل صحیح و سالم ٹینکوں پر قبضہ ہوگیا۔ قیدیوں میں سے ۷۰ روسی

فوجیوں نے چیچنیا کی ٹیلی وژن اسکرین پر یہ اعتراف کیا کہ ان کا تعلق روس کی مسلح افواج سے ہے۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ انھیں روسی خفیہ ایجنسیاں اس جنگ میں لائی ہیں۔

۱۱ دسمبر ۱۹۹۴ء کو روسی افواج سرزمینِ چیچنیا میں داخل ہوئیں تو ہزاروں روسی شہریوں نے اس کے خلاف بھرپور احتجاج کیا۔ وہ سڑکوں پر نکل آئے۔ ان کے جذبے جوان تھے۔ اس لیے کہ روس کی افغانستان میں شکست ان کے سامنے تھی۔ اس موقع پر اراکینِ پارلیمنٹ نے صدر بورس یلسن کے خلاف عدمِ اعتماد کی تحریک کا تہیہ کر لیا۔

اب روسی خفیہ اداروں کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ ایک طرف تو ملک کے اندر سے ہونے والی مخالفت کم کرنے کے لیے کام کریں اور دوسری طرف روسی صدر کی گرتی ہوئی ساکھ کو بحال کریں تاکہ روسی صدر کو 'چیچنیا کی علیحدگی پسند کی تحریک کو کچلنے اور وہاں دوبارہ دستوری نظام بحال کرنے' کا موقع مل سکے۔

چنانچہ ۲۳ دسمبر ۱۹۹۴ء کو ماسکو کے قریب کا جوخوفا اور کانتیچیکوفا ریلوے اسٹیشنوں کے درمیان ریلوے لائن پر دھماکا کیا گیا۔ اس کے صرف چار دن بعد ایک بس میں دھماکا ہوا جو ۳۳ نمبر سڑک پر چل رہی تھی۔ جب فوجی ایجنسی نے ریلوے لائن اور بس میں دھماکا کرنے والوں کو گرفتار کیا تو معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک فلادیمیر فربیوف ہے جو روس کے محکمہ داخلہ کی خفیہ ایجنسی میں لیفٹیننٹ کرنل ہے۔ دوسرا گرفتار شدہ شخص فلاڈیمیرا کیموف ہے۔ یہ دونوں لاناکو تیل کمپنی میں ملازمت کرتے ہیں۔

روس نے چیچنیا کے خلاف جنگ شروع تو کر دی مگر وہ چیچن افواج کے خلاف کوئی فیصلہ کن اقدام نہ کر سکا۔ اب روس کو صلح و صفائی کی ضرورت کا احساس ہوا۔ چنانچہ روسی صدر نے جنگ بندی کی پیش کش کر دی۔ روسی صدر نے چیچن قیادت کے ساتھ مذاکرات کیے جس کے نتیجے میں لڑائی رک گئی اور امن و سلامتی کے معاہدے کے لیے مذاکرات کرنے پر اتفاق ہوگیا، مگر بہت سے روسی مفاد پرستوں کے لیے امن و صلح کی یہ کوشش ناپسندیدہ تھی لہٰذا انھوں نے پرامن مذاکرات کا سلسلہ ختم کر دینے کا تہیہ کر لیا۔

روسی خفیہ اداروں نے دھماکوں کا ایک نیا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس کا آغاز جون ۱۹۹۶ء

میں ہوا۔ ان دھماکوں اور تخریبی کارروائیوں میں سے اہم ترین یہ تھے:

۱- ۱۱/اگست ۱۹۹۶ء کو مڑ واسٹیشن پر دھماکا ہوا جس میں چار افراد مارے گئے اور ۱۲ زخمی ہوئے۔ ۲- اسی دن بوشکین کے مشہور میدان کے قریب ایک بس میں دھماکا ہوا جس میں چھے افراد مارے گئے۔ ۳- اگلے روز ایک اور بس میں دھماکا ہوا جس میں ۲۸ مسافروں کو نقصان پہنچا۔

ان دھماکوں کے بعد انگلیاں چیچن جانبازوں کی طرف اٹھیں۔ اسی لیے ماسکو کی بلدیہ کے چیئرمین نے مطالبہ کیا کہ شہر میں مقیم تمام چیچن قومیت کے شہریوں کے خلاف مناسب اقدامات کیے جائیں۔

۱۹۹۶ء میں چیچنیا کی آزادی کے بعد روس نے ذلت محسوس کی۔ روسی قومی سلامتی کونسل کے سابق سیکرٹری جنرل لیبیڈ کے بقول: ''روسی افواج چیچنیا سے ذلیل وخوار ہوکر نکلیں''۔

۱۹۹۷ء میں روس نے حکومتِ چیچنیا کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس کی رو سے فریقین کی حیثیت کے تعیّن کے لیے بین الاقوامی قانون کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ یہ گویا روس کی طرف سے چیچنیا کو سرکاری طور پر تسلیم کرنا تھا۔ لہٰذا اب حکومت روس ایک ایسے مناسب موقع کی تلاش میں تھی کہ اس تاریخی ذلت کے داغ کو کیسے دھویا جائے۔ یہ موقع اس وقت ملا جب چیچن جاں باز اپنے بھائیوں کی مدد کے لیے داغستانی علاقے میں داخل ہوئے تاکہ وہاں کی اس مقامی حکومت کے خلاف لڑیں جسے ماسکو کی حمایت حاصل تھی۔

روسی افواج نے چیچن جانبازوں کو داغستانی علاقوں سے نکال کر چیچنیا میں دھکیل دیا۔ اس کے ساتھ ہی روس نے ازسرنو چیچنیا میں داخل ہونے کی منصوبہ بندی شروع کر دی۔ اس مقصد کے لیے ضروری تھا کہ آیندہ جنگ کے لیے راے عامہ کو ہموار کیا جائے۔ ایک ہدف اور بھی تھا' وہ یہ کہ ولادی میر پوٹین نئے روسی وزیراعظم کی حمایت کی جائے۔

۳۱ اگست ۱۹۹۹ء کو کرملین سے ۱۰۰ میٹر کے فاصلے پر تجارتی بازار میں دھماکا ہوا۔ اس دھماکے کا الزام بھی پہلے سے طے شدہ منصوبے کے مطابق چیچنیا پر لگایا گیا۔

اس کے بعد بونیاکسک' ماسکو اور وولجوڈاشک کے شہروں میں رہایشی عمارتوں میں

دھماکے ہوئے جن میں ۳۰۰ لوگ مارے گئے اور سیکڑوں آدمی زخمی ہوئے۔ حسبِ معمول روسی حکام نے اس کی ذمہ داری بھی چیچن حکومت پر ڈالی اور چیچنیا کے خلاف ایک بار پھر لڑائی شروع کر دی، جب کہ چیچن حکومت نے ان دھماکوں سے لاتعلقی کا اظہار کیا اور اعلان کیا کہ وہ ان دھماکوں کی تحقیقات میں ہر طرح سے مدد دینے کے لیے تیار ہے اور وہ ایک اور جنگ چھڑنے سے بچنے کے لیے تمام تر طریقے اختیار کرنے پر آمادہ ہے۔ مگر روس نے سرے سے کسی قسم کی انکوائری سے ہی انکار کیا۔ ایک طرف چیچنیا ان دھماکوں میں ملوث ہونے سے صاف انکار کر رہا تھا اور دوسری طرف روس کے پاس ان دھماکوں میں حکومتِ چیچنیا کے ملوث ہونے کا کوئی ٹھوس ثبوت نہ تھا۔ یوں دھماکے کرنے والوں کے سامنے راستہ بالکل صاف تھا۔

تمام شواہد اس بات کا اشارہ کر رہے تھے کہ روسی خفیہ ایجنسیاں ہی ان دھماکوں اور تخریبی کارروائیوں کی ذمہ دار تھیں:

۱- روسی انٹیلی جنس کے ایک سابق افسر لیفٹیننٹ کرنل لیتفننسکو (جواب منحرف ہو کر برطانیہ میں پناہ گزین ہے) نے ان تمام دھماکوں کا ذمہ دار روس کی داخلی انٹیلی جنس کو قرار دیا ہے۔ اس نے اپنی کتاب (روسی خفیہ ایجنسی روس کو تباہ کر رہی ہے) میں اس امر کے بہت سے تفصیلی دلائل دیے ہیں کہ کس طرح روس کی خفیہ ایجنسیاں روس میں دھماکے کرتی ہیں۔ ''سرکاری راز فاش'' کرنے کی بنا پر اس کتاب کی اشاعت کے بعد اس پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

۲- عمارتوں کو تباہ کرنے کے لیے جو مواد استعمال کیا جاتا ہے وہ 'یکسوجین' کہلاتا ہے۔ یہ مواد روس کی صرف دو فیکٹریوں میں تیار ہوتا ہے۔ روسی انٹیلی جنس ان فیکٹریوں کی کڑی نگرانی کرتی ہے اور انھی کی نگرانی میں یہ مواد تیار ہوتا ہے۔

۳- روسی خفیہ ایجنسی کے لوگوں نے ۲۳ ستمبر ۱۹۹۹ء کو ریزان شہر میں ایک پانچ منزلہ عمارت کو دھماکے سے اڑانے کی کوشش کی۔ جب پولیس نے ان افراد کو گرفتار کر لیا تو روسی خفیہ ایجنسی کے سربراہ جنرل نیقولائی بیتروشیف نے اعلان کیا کہ یہ واقعہ تو محض سول ڈیفنس کی ایک مشق تھی اور اس کا مقصد عوام کی بیدار مغزی کا اندازہ لگانا تھا اور یہ دیکھنا تھا کہ اس قسم کے حالات میں ان کا ردعمل کیا ہوتا ہے۔ اس دھماکے میں استعمال ہونے والا مواد وہی 'یکسوجین' تھا

جو پہلے دھماکوں میں استعمال ہوتا رہا اور اسے چینی کی بوریوں میں چھپایا گیا تھا۔

۴- روسی حکومت نے دھماکوں کے لیے کسی باضابطہ سرکاری انکوائری کمیٹی کے قیام سے انکار کیا۔ کیونکہ روسی حکومت کو خطرہ تھا کہ انکوائری کے نتیجے میں حکومت روس کا ملوث ہونا ثابت ہو جائے گا اور اس کے مقامی و عالمی سطح پر خطرناک نتائج نکلیں گے۔ اگر انکوائری سے یہ بھی ثابت ہو جاتا کہ اس میں چیچن لوگوں کا ہاتھ ہے تو یہ بھی چند افراد کا کام ہوتا نہ کہ پوری چیچن قوم کا اور یوں روس کو لڑائی روکنا پڑتی' جب کہ روس نے لڑائی کا تہیہ کر رکھا تھا۔

۵- دھماکوں کے مسئلے کا جائزہ لینے کے لیے اور اصل حقیقت کا سراغ لگانے کے لیے ایک عوامی کمیٹی کی تشکیل عمل میں لائی گئی کیونکہ حکومت روس نے سرکاری کمیٹی کی تشکیل سے انکار کر دیا تھا۔ اس کمیٹی کے سربراہ روسی پارلیمنٹ کے دو رکن یرغی یوشنکوف اور یوری شیکوچیچن تھے۔ یہ دونوں یکے بعد دیگرے مار ڈالے گئے۔ یوشنکوف تو ۱۷ مارچ ۲۰۰۳ء کو اپنے گھر کے سامنے گولی لگنے سے مارا گیا' جب کہ شیکوچیچن کو اسی سال ۳ جولائی کو زہر دے کر ہلاک کر دیا گیا۔ انکوائری کمیٹی کے ان سرکردہ افراد سے اس لیے گلوخلاصی کرائی گئی کیونکہ ان کے پاس اس امر کے بہت سے ثبوت تھے کہ دھماکوں میں روسی حکومت کا ہاتھ ہے۔

۶- روسی صدارتی انتخابات کی ایک خاتون امیدوار ایرینا خاکامادی نے بار بار اعلان کیا کہ وہ رہایشی عمارات میں دھماکا کرنے اور ''نورداوست'' تھیٹر کے مسئلے پر روشنی ڈالے گی اور یہ کہ اسے یقین ہے کہ روسی حکام ان کارروائیوں میں ملوث ہیں۔

۷- ڈوما پارلیمنٹ کے سابق سربراہ غینادی سیلیز نیوف نے پیشن گوئی کی تھی کہ دو دن کے بعد فولجوڈانسک شہر میں دھماکے ہوں گے۔ چنانچہ اس شہر میں واقعی زینوف کے بتائے ہوئے وقت پر دھماکے ہوئے۔ سوال یہ ہے کہ کیا سیلیز نیوف کو علم غیب تھا؟ پھر متعلقہ حکام نے ان دھماکوں کو روکنے کے لیے کارروائی کیوں نہیں کی؟

۸- معروف روسی وکیل میخائیل تریباشکین نے اعلان کیا کہ اس کے پاس اس بات کے کافی ثبوت ہیں کہ دھماکوں میں روسی خفیہ ایجنسیوں کا ہاتھ ہے۔ اس وکیل کو ۲۲ نومبر ۲۰۰۳ء کو گرفتار کر لیا گیا۔

۹- روسی خفیہ اداروں نے مارک بلومینفیلڈ سے مطالبہ کیا کہ وہ اس شخص کی نشان دہی اور حلیہ بیان کرے جس نے اس سے جگہ کرایے پر لی تھی۔ یاد رہے کہ مارک کے ایک مکان کو دھماکا خیز مواد کے سٹور کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ مارک نے جس شخص کا حلیہ بیان کیا وہ روسی خفیہ ایجنسیوں کا ایجنٹ ولاڈیمیر رومانوفیچ تھا۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد فائل سے ولادیمیر کے حلیہ وغیرہ پر مبنی کاغذات غائب تھے اور یہ ولادیمیر دھماکوں کے چند ماہ بعد قبرص میں کار کے ایک حادثے میں مارا گیا۔ مالک مکان مارک کو ایک بار پھر از سرنو ایک تصویر دکھائی گئی اور اس سے کہا گیا کہ وہ اس شخص کا حلیہ بیان کرے۔ اب یہ حلیہ اچیمیز غوچائیف چیچن سے ملتا تھا۔ روسی حکومت نے ان دھماکوں میں ملوث ہونے کا الزام اس بے گناہ چیچن باشندے پر دھر دیا۔

روسی خفیہ ایجنسی نے روس میں دھماکوں کا ایک نیا سلسلہ شروع کیا جس کے اہم واقعات یہ ہیں:

۱- ۲۴ فروری ۲۰۰۱ء کو میرالنی فودی شہر کے بازار میں ایک دھماکا ہوا جس میں ۱۳ لوگ مارے گئے۔

۲- ۹ مئی ۲۰۰۲ء کو داغستان کے شہر کابسی میں دھماکا ہوا جس میں ۴۳ آدمی مارے گئے اور ۱۰۰ زخمی ہوئے۔

۳- ۵ جولائی ۲۰۰۳ء کو ماسکو میں دھماکا ہوا جس میں ۱۸ آدمی ہلاک ہوئے اور ۶۰ زخمی۔ اس کا الزام چیچنیا پر لگا۔ روسی حکام کو ایک چیچن خاتون کا پاسپورٹ ملا جس کا نام زلیخان ایلیجا تھا۔ روس کے پارلیمانی انتخابات سے قبل ہونے والے اس دھماکے سے حکومت چیچنیا نے لاتعلقی ظاہر کی۔ اس دھماکے کا مقصد چیچنیا کے خلاف راے عامہ کو برانگیختہ کرنا تھا۔ چیچن حکومت نے کہا کہ یہ پاسپورٹ جعلی ہے۔ روسی حکام نے جو انکوائری کی تھی اس میں یہ تاثر دیا تھا کہ زلیخان روس جانے کے لیے جارجیا میں سے گزری ہے۔ جارجیا کے حکام نے اس روسی دعوے کی تردید کی۔

۴- دسمبر ۲۰۰۳ء میں ماسکو کے مرکز میں ایک دھماکا ہوا۔ روسی حکام نے اسے چیچنیا کی کارستانی قرار دیا کیونکہ ان کے بقول حادثے کی جگہ سے ایک پاسپورٹ ملا تھا جسے حکومت چیچنیا نے جاری کیا تھا اور اس پاسپورٹ پر ''اینفا غیز ویفا'' کا نام تھا۔

آپ نے دیکھا کہ ان تمام دھماکوں کا ذمہ دار چیچنیا کو قرار دیا گیا' جب کہ چیچن حکام نے ہر بار اس کی نفی کی۔ کافی عرصے تک چیچنیا کو نظرانداز کرنے کے بعد ۶ فروری ۲۰۰۴ء کو مڑو سرنگ پر دھماکا ہوا جس میں بیسیوں لوگ مارے گئے۔ یورپ میں حکومت چیچنیا کے نمایندے احمد زکاییف نے واضح کیا ہے کہ روسی خفیہ ایجنسیاں ہی براہِ راست یا بالواسطہ طور پر ۶ فروری اور دیگر تمام واقعات کی ذمہ دار ہیں۔ زکاییف نے واضح کیا کہ چونکہ پورے یورپ میں چیچن مسئلے کو سفارتی وسیاسی مدد مل رہی ہے' اس لیے روسی حکومت ان دھماکوں پر مجبور ہے تاکہ وہ ان دھماکوں کا الزام چیچنیا پر لگا کر یورپ کی حمایت حاصل کرے' اور یہ تاثر دے سکے کہ روس دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ میں شریک ہے' نیز اسے چیچنیا کے خلاف اپنی تباہ کن کارروائیاں جاری رکھنے کا جواز مل سکے۔

دھماکوں سے چیچنیا کی ہر طرح سے تعلق کی نفی کرتے ہوئے احمد زکاییف نے کہا کہ چیچنیا روس کے ساتھ ان دھماکوں کو روکنے کے لیے تحقیقات کروانے کے لیے ہر طرح سے تیار ہے' اور یہ کہ چیچنیا اس بات کا خواہاں ہے کہ روس چیچن جنگ ختم ہو۔ احمد زکاییف کے اس مثبت ردعمل کا روس نے بالکل جواب نہیں دیا۔

معلوم یہی ہوتا ہے کہ روس نے اپنی سابق روش پر کاربند رہنے کا عزم مصمم کر رکھا ہے۔ چیچنیا کو بدنام کرنے کے لیے وہ ایک طرف تو روس میں خوفناک دھماکوں کا سلسلہ جاری رکھنا چاہتا ہے اور دوسری طرف روسی عوام اور عالمی راے عامہ کو اپنے حق میں ہموار کرنا چاہتا ہے۔

(المجتمع' شمارہ ۱۵۹۷' ۱۷ اپریل ۲۰۰۴ء)

ترجمان القرآن کے دفتر میں خط' فون' فیکس یا ای میل کے ذریعے آئی ہوئی ہر شکایت پر فوری کارروائی کی جاتی ہے۔ خریداروں سے اس تعاون کی درخواست ہے کہ جب بھی شکایت کریں اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ اس سے شکایت کا جلدی رفع ہونا یقینی ہو جاتا ہے۔ مینیجر

تصنیفی تربیت کا ایک تجربہ

حافظ محمد ادریس ○

ادارہ معارف اسلامی کے قیام کے ساتھ ہی اس کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد باصلاحیت نوجوانوں کو تحقیق کے عمل سے گزارنا اور علومِ اسلامیہ وعصریہ میں اسلام کی ترجمانی کے قابل بنانا تھا۔ اس کام کے بارے میں سوچ وبچار ہوتی رہی مگر عملاً اس کا آغاز نہ ہوسکا۔ آخرکار ایک مشاورت میں طے پایا کہ پہلا قدم اگرچہ لڑکھڑاتے ہوئے اٹھایا جاتا ہے مگر منزل تک پہنچنے کے لیے پہلا قدم ہی اولین ترجیح اور تقاضا ہوتا ہے۔ اس سوچ کے بعد پہلا قدم اٹھانے کا فیصلہ ہوگیا۔

ابتدائی مرحلے میں تین ماہ کا تصنیفی وتربیتی اقامتی پروگرام منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اشتہار کے ذریعے ایم اے پاس یا اس کے برابر دینی تعلیم کے حامل نوجوانوں کو اس پروگرام میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ ۲۵ درخواستیں موصول ہوئیں۔ انٹرویو کے بعد آٹھ نوجوانوں کا انتخاب ہوا جنھوں نے اس پروگرام میں شرکت کی۔

۱۴ اپریل سے ۱۴ جولائی ۲۰۰۴ء تک تحقیقی و تصنیفی تربیتی پروگرام ادارہ معارف اسلامی' منصورہ لاہور میں منعقد کیا گیا۔ اس میں عربی' انگریزی' فارسی (ابتدائی) کی تعلیم دی گئی۔ درست اردو لکھنے کی مشق کرائی گئی۔ مختلف موضوعات پر مہمان مقررین نے ایک گھنٹے سے دو گھنٹے تک کے لیکچر دیے۔ سوال و جواب کی نشست بھی ہر خطاب کے بعد ہوئی۔ بیشتر خطابات

○ ڈائرکٹر' ادارہ معارف اسلامی' لاہور

ریکارڈ کیے گئے۔ درجن بھر منتخب کتب کا مطالعہ کرایا گیا۔ ان میں تنقیحات' تفہیمات (اول)' سنت کی آئینی حیثیت' اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی' محسن انسانیت' مشاہدات' رسائل و مسائل اور چند ادبی کتب شامل ہیں۔

شرکا لاہور کی کئی اہم لائبریریوں میں گئے اور مختلف تحریکی رہنماؤں کے ساتھ نشستیں بھی ہوئیں۔ ان میں امیر جماعت اسلامی پاکستان' نائب امرا' قیم جماعت اور محترم میاں طفیل محمد خصوصاً قابلِ ذکر ہیں۔ مختلف تقاریب کی رپورٹنگ کی مشق کرائی گئی' مختلف مسائل اور موضوعات پر مدیرانِ اخبارات کے نام خطوط اور مضامین لکھوائے گئے۔ ان میں سے کئی ایک اخبارات اور رسائل میں شائع بھی ہوگئے۔

آخری ہفتے میں طے شدہ موضوعات پر مقالے لکھنے کے لیے شرکا کو پورا وقت دیا گیا' تاہم ان کا قیام ادارے ہی میں رہا۔ الحمدللہ مقالے دیکھ کر اندازہ ہوا کہ تین ماہ کی مختصر مدت میں شرکا نے کافی منازل کامیابی سے طے کی ہیں۔ اس سارے پروگرام میں ادارے کے تمام احباب و رفقا نے بھرپور حصہ لیا مگر اس کے روحِ رواں ڈائرکٹر ریسرچ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی تھے۔ یہ پہلا قدم تھا لیکن اس سے دوسرے قدم اور پھر اگلا قدم اٹھانے کا حوصلہ پیدا ہوا ہے۔ آگے کے مراحل کے لیے مشاورت جاری ہے۔

جن موضوعات پر مقالہ جات لکھے گئے ان کا تعارف بھی مفید ہوگا۔ ذیل میں ہر مقالے کا عنوان مع مقالہ نگار کا نام درج کیا جاتا ہے:

دینی مدارس کا محدود کردار' اسباب' اثرات (عرفان عادل)' پاکستان میں عیسائیت کا فروغ (محمد ریاض)' پاکستان میں تحریک حقوق نسواں (محمد رمضان راشد)' نصاب تعلیم میں تبدیلیاں (حمید اللہ خٹک)' ملٹی نیشنل کمپنیاں: اغراض و مقاصد اور اسلام دشمنی (شیخ افتخار احمد)' خانہ بدوش اور ان میں دعوتِ اسلامی (محمد رفیق)' منبر و محراب: انقلاب کا پیش خیمہ (حافظ محمد ہاشم)' انقلاب کی راہ (عبدالجبار بھٹی)۔

ان مقالہ جات کی تدوین کر کے اخبارات اور رسائل میں اشاعت کے لیے بھی ارسال کیا جائے گا۔

کتاب نما

رحمتِ دارینؐ ' طالب الہاشمی۔ ناشر: القمر انٹر پرائزز' اردو بازار' لاہور۔ صفحات: ۸۶۹۔
قیمت: ۴۵۰ روپے۔

ایک تاریخ نویس' صحابہ کرامؓ کے سوانح نگار اور سیرتِ نبویؐ کے مولف کی حیثیت سے جناب طالب الہاشمی کا نام نامی محتاجِ تعارف نہیں۔ وہ سیرتِ طیبہؐ سے متعلق اس سے پہلے سات تالیفات شائع کر چکے ہیں (اخلاقِ پیمبریؐ، معجزاتِ سرورِ کونینؐ، ارشاداتِ دانائے کونینؐ، وفودِ عرب، بارگاہِ نبویؐ میں، ہمارے رسول پاکؐ، جنت کے پھول، حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ)۔ان میں سے بیشتر سیرت نبویؐ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں۔ زیرنظر کتاب اس اعتبار سے ان سب میں ممتاز' منفرد اور جامع ہے کہ اس میں سیرتِ پاکؐ کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

رحمتِ دارینؐ کے دیباچہ نگار جناب حفیظ الرحمٰن احسن نے اس کے بعض امتیازات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایجاز واطناب میں توازن' اختلافی امور میں طویل مباحث سے گریز' سیرت کے بعض نادر پہلوؤں کا ذکر' مستند اور معتبر روایات سے استناد اور متعلقاتِ سیرت پر مفید حواشی کا ذکر کیا ہے۔ ہمارے خیال میں سیرت النبیؐ کے موضوع پر یہ کتاب فاضل مولف کی ماہرانہ دسترس کا ثبوت ہے۔ مولف نے موقع بہ موقع قرآن پاک' حدیث نبویؐ اور تواریخ سیرت سے حوالے دیے ہیں۔ اسی طرح عربی اشعار اور (حالی' شبلی وغیرہ کی) بعض اردو نظموں کے ذریعے بیان کو زیادہ واضح اور مؤثر بنایا ہے۔

رحمتِ دارینؐ کی ایک خوبی یہ ہے کہ مولف نے افراد' مقامات اور کتابوں وغیرہ کے ناموں کے صحتِ تلفظ کا اہتمام کیا ہے اور بڑے التزام سے اِعراب لگائے ہیں (ص ۳۸۶ پر